الدَّوْلَةُ المَكِّيَّة
بِالمَادَّةِ الغَيْبِيَّة
(۱۳۲۳ الهجرية)
مولفه
الشيخ الإمام احمد رضا خان
القادري الأفغاني ثم البريلوي الهندي
ترجمه
پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

کیا ہے؟ کاہنوں کی قیافہ آرائی کی کوئی حقیقت نہیں یہ نکتہ اللہ کے فضل اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد سے ہی ذہن میں آسکتا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ چیزیں ایسی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یارسول اللہ آپ بتا دیجئے کہ آسمان وزمین میں کوئی غیب نہیں جانتا۔ سوائے اللہ کے! مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف پانچ چیزوں کا ذکر فرمایا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے عام ذکر فرمایا ہے۔ ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کیونکہ اس عام اور خاص اعداد میں کوئی نفی نہیں ہے۔ اللہ کے سوا پانچ چیزوں کو دوسرا کوئی نہیں جانتا۔ حقیقی غیب کو جاننے والا تو اللہ ہی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام عربی مقولوں میں سے اس قول کو ہی قرار دیا ہے: اَلَا کُلُّ شَیءٍ مَا خلا اللّٰہ باطِلٌ. اللہ کے بغیر ہمارے پاس جو چیز بھی آتی ہے بے حقیقت ہے۔

عام لوگوں کے نزدیک لَا الٰہ اِلا اللّٰہ کی یہ معنیٰ ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں مگر خواص کے نزدیک اس کے یہ معنیٰ ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی مقصود نہیں ہے۔ خاص الخاص کے نزدیک یہ معنیٰ ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی نظر ہی نہیں آتا۔ مگر جو نہایت کو پہنچے اُن کے نزدیک یہ معنیٰ نہیں کہ اللہ کے سوا کوئی موجود نہیں۔ یہ تمام معانی درست ہیں اور حق ہیں۔ ایمان کا مدار پہلے پر ہے۔ صلاح کا مدار دوسرے پر ہے۔ سلوک کا تیسرے پر۔ وصول الی اللہ کا چوتھے پر۔ اللہ تعالیٰ ان تمام معنی میں سے ہمیں حصہ عطا فرمائے۔

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں یہ اشعار پیش کیے:

فَاَشْهَدُ اِنَّ لَا شَیءَ غَیرُہٗ　　　وَاَنَّکَ مَامُوْنٌ عَلٰی کُلِّ غَائِبٖ

مقالاتِ کاظمی

حصہ دوم

از

غزالی زماں رازی دوراں امام اہلسنت

حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی صاحب قدس سرہٗ العزیز

بانی و شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ انوار العلوم، ملتان

☆............ناشر............☆

کاظمی پبلی کیشنز جامعہ انوار العلوم نیو بلاک نیو ملتان

النبیین) کی قطعیت کے منافی ہو۔

شارحین مثنوی کی تصریحات حق ہیں

ہاں اس میں شک نہیں کہ مولانا احمد حسن صاحب کانپوری رحمۃ اللہ علیہ و دیگر شارحین مثنوی و اکابر علمائے اعلام نے بے شمار مقامات پر اس امر کی تصریح فرمائی ہے کہ کسی کو کوئی کمال حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ مقدسہ اس کے لئے واسطہ اور وسیلہ نہ ہو۔ یہ تمام تصریحات کتاب و سنت کی روشنی میں عین حق و صواب ہیں لیکن اس سے حضور ﷺ کے تأخر زمانی یا اس کی قطعیت پر کوئی اثر نہیں پڑتا بخلاف اس تحذیر الناس کے کہ اس میں تأخر زمانی کو عوام کا خیال کہہ کر لفظ خاتم النبیین کے مدلول قطعی کی قطعیت کو مجروح کر دیا گیا اور تاخر زمانی کو برقرار رکھنے کے لئے کبھی دلالت التزامی کا سہارا لیا گیا، کبھی عموم و اطلاق کے زور سے الفاظ قرآن کی کھینچ تان کی گئی، کبھی مفہوم تأخر کو جنس اور اس تاخر زمانی و رتبی کو اس کے لئے انواع قرار دیا گیا، کبھی مشترک کا قول کیا گیا، کبھی حضور ﷺ کے بعد مدعی نبوت کی تکفیر کے لئے اجماع کا سہارا ڈھونڈا گیا۔ غرض یہ سب پاپڑ اس لئے بیلنے پڑے کہ ختم زمانی کو اصل دلیل آیہ کریمہ "وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ" کے معنی منقول متواتر کو انہوں نے خیالِ عوام قرار دے دیا۔

قرآن صرف الفاظ نہیں بلکہ معنی بھی قرآن ہیں

حالانکہ یہ امر بدیہی ہے کہ قرآن صرف الفاظ کا نام نہیں بلکہ "القرآن اسم للنظم والمعنی جمیعا" قرآن لفظ و معنی دونوں کے مجموعہ کا نام ہے۔ قرآن کے معنی متواتر بھی اسی طرح قرآن ہیں جس طرح الفاظ متواترہ قرآن ہیں۔ ہمیں نانوتوی صاحب سے یہ شکوہ نہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے لئے تاخر زمانی تسلیم نہیں کی، ہاں یہ کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے بعد مدعیان نبوۃ کی تکذیب و تکفیر

نہیں کی۔ انہوں نے یہ سب کچھ کیا مگر قرآن کے معنی منقول متواتر کو عوام کا خیال قرار دے کر اپنے سب کئے کرائے پر پانی پھیر دیا۔ بنائے خاتمیت تاخر زمانی کے علاوہ اور بات پر رکھنا اصولی طور پر ختم نبوت کی بنیاد کو اکھاڑنا ہے خواہ لاکھ دفعہ حضور کے بعد مدعی نبوت کی تکفیر کی جائے۔

فضیلت نبوی کے دوبالا ہونے کا جواب

رہا یہ امر کہ تحذیر الناس کی توجیہ پر رسول اللہ ﷺ کی فضیلت دوبالا ہو جاتی ہے کہ حضور ﷺ مزید چھ خواتم کے خاتم قرار پاتے ہیں اور اگر اس توجیہ کو چھوڑ دیا جائے تو صرف اسی ایک طبقہ زمین کے لئے حضور خاتم ہوں گے اور ظاہر ہے کہ کسی بادشاہ کے لئے صرف ایک ملک کی ولایت ہونے سے چھ ملکوں کی ولایت ہونا چھ گنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب ہمارے رسول ﷺ تمام جہانوں کے لئے رسول ہیں اور آپ کی نبوت و رسالت کل مخلوقات کے لئے عام ہے تو بقیہ چھ زمینوں میں بھی اگر حضور بذاتِ خود ہی خاتم ہوں تو اس میں فضیلت اور بھی زیادہ ثابت ہو گی کہ باوجود ایک ہونے کے زمین کے ہر طبقہ میں خود ہی خاتم النبیین ہو کر رونق افروز ہیں۔ محققین محدثین نے صوفیا کرام کے اسی مسلک کو ترجیح دی ہے جسے ہم عنقریب فیض الباری کے حوالہ سے نقل کریں گے۔

صاحب تحذیر کا آیہ قرآنیہ کے معنی ...

تمہید: بعد حمد و صلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گذارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین [۱]
معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو۔ سو عوام کے خیال [۲] میں تو رسول اللہ
[۳] صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ
سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تأخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت
نہیں، پھر مقامِ مدح میں وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ فرمانا اس صورت
میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر اس وصف کو اوصافِ مدح میں سے نہ کہئے اور اس

---

[۱] یعنی آیہ کریمہ میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمایا گیا ہے۔ اول اس کے معنی سمجھنے چاہئیں ۱۲۔ [۲] سو عوام کے خیال میں الخ قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی فرماتے ہیں کہ لفظ خاتم النبیین کا معنی عوام تو یہی لیتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زمانے کے لحاظ سے سب نبیوں کے بعد تشریف لائے ہیں اور بس۔ لیکن اہل علم و عقل بخوبی جانتے ہیں کہ محض زمانے کے لحاظ سے پیچھے آنا باعث فضیلت نہیں بلکہ کچھ اوصاف و کمالات ہوتے ہیں جو بعد میں آنے والے کو پہلے لوگوں پر فوقیت دیتے ہیں۔ ورنہ محض آخر میں آنا اگر فضیلت کا موجب ہوتا تو سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی ؒ کے بعد سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں ولی آئے ہیں مگر ان کا ہم مرتبہ کوئی نہیں۔ اسی طرح سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد ہزاروں صحابہ کرام ؓ نے سرور کائنات علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کی لیکن کوئی صحابی آپ کا ہم پلہ و ہم مرتبہ نہیں۔ یہی نہیں بلکہ اگر زمانے کے لحاظ سے بعد میں آنا ہی فضیلت و برتری کے لیے کافی ہوتا تو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بعد سرور کائنات سے پہلے کئی انبیاء تشریف لائے لیکن ان میں سے کوئی نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام پر فضیلت نہیں رکھتا۔ جیسا کہ اہل سنت والجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے۔

[۳] اصل کتاب میں "صلعم" لکھا ہوا ہے ہم نے مکمل الفاظ میں لکھا ہے۔ ۱۲

اور طبع سلیم اور ذہنِ مستقیم اور عقل و وفا اور قلب ذکی ہو تو سب امورِ مذکورہ من جملہ خواص ختمِ نبوّت مطلق ہیں۔ قلّتِ فرصت و کثرتِ مشاغل و تقاضا ء سائل کم ہوتا، تو انشاء اللہ اس دعوے کے ثبوتِ اجمالی کو مفصّل لکھتا۔

ہر استدلال انّی محلِ تامّل نہیں

سو جیسے دھوپ کو دیکھ کر آفتاب کے طلوع میں اور دھواں دیکھ کر آگ کے وجود میں اور خوشبو سونگھ کر عطر کے ہونے میں اور کسی کی آواز سُن کر اُس کی یا مطلق انسان کے ہونے میں تامّل نہیں رہتا۔

ایسے ہی امورِ مذکورہ سے ختمِ نبوت مطلقہ پر استدلال قابلِ تامّل نہیں اور یہیں سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ تمام استدلالات انّی محلِ تامّل نہیں ہوتے۔ ورنہ خدا کی خدائی جو عالم دیکھ کر معلوم ہوتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّۃ جو اعجاز وغیرہ سے ثابت ہوتی ہے یا کسی کی ذکاوت، کسی کی عبادت کسی کی سخاوت، کسی کا بخل، کسی کی شجاعت، کسی کا جبن جو آثارِ معلومہ سے معلوم ہوتے ہیں سب محلِ تامّل ہو جائیں۔ بجز اس کے کیا کہا جائیگا کہ جیسے یہ امور تنہا تنہا خواصِ مدلولات ہیں یا شل عوارضِ عامہ مجتمعہ مجتمع ہو کر خاصہ بن جاتے ہیں جیسے خوارق و اخلاقِ حمیدہ اور دعوۃ الی الدین سوا نبی کے کسی اور میں نہیں ہوتیں۔ ایسے ہی امورِ مسطورہ اوراقِ گذشتہ جو دربارۂ اثباتِ خاتمیت بطورِ مذکور ذکر کئے گئے ہیں تنہا تنہا یا باہم مل کر مطلوب معلوم کے ساتھ خاص ہیں۔

ہر تفسیر بالرائے غلط نہیں

اب یہ گذارش ہے کہ ہر چند آیۃ اَللّٰهُ الَّذِیْ خلق سبع سمٰوٰت کی یہ تفسیر کسی اور نے نہ لکھی ہو۔ پر جیسے مفسّرانِ متاخر نے مفسّرانِ متقدم کا خلاف کیا ہے۔ میں نے بھی ایک نئی

③ — آپ نے آیت خاتم النبیین کے معنی یہی بیان فرمائے کہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو گا کیونکہ لفظ خاتم النبیین جس سیاق و سباق میں وارد ہے اس کے معنی "آخری نبی" کے سوا ہو ہی نہیں سکتے۔ اگر یہ معنی کیا جائے کہ :-

"میرے بعد تیس دجال و کذاب امتی نبی ہونے کا دعویٰ کریں گے حالانکہ میں نبیوں کی مہروں میں سے میری امت میں نبی بنیں گے"

تو کلام بالکل لغو اور مہمل ہو جائے گا کہ اس میں اسی چیز کو ثابت کیا جا رہا ہے جسے کہ رد کیا جا رہا ہے۔ چہ جائیکہ اسے افصح العرب والعجم کی طرف منسوب کیا جا سکے پس واضح ہوا کہ حضور کے نزدیک خاتم النبیین کا معنی یہ ہے کہ کوئی امتی نبی بھی نہیں بنے گا۔

④ — بخاری کی روایت میں یہاں کذابون کے ساتھ دجالون کا لفظ بھی موجود ہے۔ اور دجال کی تشریح مرزا غلام احمد خود ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں :-

دجال کے لیے ضروری ہے کہ کسی نبی برحق کا تابع ہو کر پھر سچ کے ساتھ باطل ملا دے گے

دجال کے معنی بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ جو شخص دھوکہ دینے والا اور خدا کے کلام میں تحریف کرنے والا ہو اس کو دجال کہتے ہیں گے

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جن تیس جھوٹے مدعیانِ نبوت کی خبر دی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو مانتے اور اپنے آپ کو حضور کی امت قرار دیتے ہوں گے اور اس پیچ کے ساتھ وہ اپنے غلط دعوے نبوت کو ملا کر حق و باطل خلط ملط کر کے حقیقی معنوں میں دجل کا حق ادا کریں گے۔ اگر وہ تیس مدعیانِ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل ہو کر دعوے نبوت کرنے والے ہوتے اور ان کا ختم نبوت سے تصادم کرنے والا دعویٰ نبوت

الصلوة والسلام علیک یاسیدی یانبی اللہ

حضور کے علم غیب پہ

منافقوں دیوبندیو وہابیوں کا اعتراض

حضرت اماں عائشہ رضی اللہ عنہا پہ منافقوں نے تہمت لگائی اور حضور پریشان رہے اگر حضور کو علم غیب ہوتا تو بتا دیتے کہ یہ جھوٹ اور بہتان ہے کافی دنوں کے بعد وحی آئی تو حضور کو پتہ چلا

جواب

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پہ تشریف فرما ہوئے فرمایا! اے مسلمانوں کون ہے جو اس شخص سے بدلہ لے جس نے میری بیوی کے بارے میں مجھے تکلیف دی۔ اللہ کی قسم میں اپنی بیوی میں بھلائی کے علاوہ کچھ نہیں دیکھتا

بخاری شریف جلد2 حدیث 1305 باب المغازی مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تہمت گھڑی گئی ہے

بخاری شریف جلد 2 حدیث 1307 باب المغازی

ان احادیث سے پتہ چلا حضور کو علم تھا سیدہ کی پاک دامنی کا اور یہ بھی بتایا یہ تہمت گھڑی گئی ہے۔لعنت منافقوں پہ ان خبیثوں نے قرآن اور احادیث کا مطالعہ تو کیا ہوتا۔ لعنتی اپنی اوقات نہیں دیکھتے اور میرے حضور پاک کے علم غیب پہ تنقید کرتے ہیں

تالیف

حجۃ الاسلام قاسم العلوم و الخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی نور اللہ مرقدہ

بانی دار العلوم دیوبند (م ۱۲۹۷ھ)

عقیدۃ الامت
فی معنی
ختم النبوت
دار المعارف

عقائد علمائے دیوبند
مصنف
حضرت مولانا خلیل احمد انبہٹوی رح
دارالکتاب دیوبند

تنقیدِ متین
بر
تفسیرِ نعیم الدین
تالیف
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ
مکتبہ صفدریہ
نزد مدرسہ نصرۃ العلوم گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

کہ نبوت بالذات ہے اور تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت بالعرض اس لیے کہ سارے
انبیاء کی نبوت آپ ہی کی نبوت کے واسطے سے ہے اور آپ ہی فرد اکمل و
یگانہ اور دائرۂ رسالت و نبوت کے مرکز اور عقد نبوت کے واسطہ ہیں پس آپ
خاتم النبیین ہوئے ذاتاً بھی وزماناً بھی اور آپ کی خاتمیت محض زمانے ہی کے
اعتبار سے نہیں ہے، اس لئے یہ کوئی بڑی فضیلت نہیں ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء
سابقین کے زمانے سے پیچھے ہے بلکہ کامل سرداری اور غائت رفعت اور درجہ کا شرف
وفضل اسی وقت ثابت ہوگا جب کہ آپ کی خاتمیت ذات وزمانہ دونوں اعتبار
سے ہو ورنہ محض زمانہ کے اعتبار سے خاتم الانبیاء ہونے سے آپ کی سیادت ورفعت
نہ مرتبہ کمال کو پہنچے گی اور نہ آپ کو جامعیت وفضل کلی کا شرف حاصل ہوگا
اور یہ دقیق مضمون جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلال شان وعظمت کے
بیان سے مولانا کا مکاشفہ ہے، جیسا کہ ہمارے سادات محققین نے تحقیق کی ہے
مثل شیخ عبدالقدوسؒ شیخ اکبر تقی سبکیؒ نے ہمارے خیال میں علماء متقدمین اور اذکیاء
متبحرین میں بہتیروں کا ذہن اس میدان کے نواح تک بھی نہیں گھوما ہاں ہندو

رسائل
حضرت مولانا عبداللطیف مسعودؒ
احتسابِ قادیانیت
جلد ۲۴

تحریرات کا حل اور توافق یہ ہے کہ منفی تحریرات قبل از انکشاف تام ہیں۔ جواب منسوخ تصور ہوں گی۔ ان سے استدلال جائز نہیں ہوگا۔ تو اتنی عمیق محنت سے برادر عکرم نے محمد علی کو لاجواب کرنے کی پوری کوشش کی اور دیگر عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی بھی۔ جس کے نتیجے میں قادیانی احباب اپنے مؤقف پر ڈٹ گئے اور اسی نظریہ پر جان ومال کی قربانیاں دینے لگے۔

دونوں فریق ایک دوسرے کے مقابل خوب لکھنے لگے۔ اگر برادر مکرم نے حقیقت النبوۃ لکھی تو مقابل میں محمد علی نے النبوۃ فی الاسلام چھ صد صفحات پر مشتمل کتاب لکھ ماری۔ جس میں تقریباً نصف آخر انکار نبوت کے حوالہ جات ہی پر مشتمل تھا۔ ایسے ہی مرزا محمود قادیانی کا قول فیصل نامی ایک رسالہ بھی تھا۔ نیز ایک اور مسئلہ کہ اسمہ احمد کا مصداق کون ہے۔ بردر مکرم نے انوار خلافت نامی رسالہ میں اس پر خوب دلائل دیئے کہ اس کا مصداق مرزا قادیانی ہی ہیں اور اس میں مخالفین سے خوب پنجہ آزمائی کے لئے چیلنج کئے۔ جب کہ دوسری طرف القول المجد احسن امروہی نے لکھ کر اس کا خوب ستیاناس کر دیا۔ بڑا علمی رسالہ تھا۔ اسی طرح مختلف مسائل میں مقابلہ بازی جاری رہی۔ حتیٰ کہ مختلف مسائل ونظریات پر باہمی مقابلہ بازی کا بازار خوب گرما گرم رہا۔ حتیٰ کہ بھائی صاحب کا اکثر دور خلافت اس باہمی کشمکش میں مصروف رہا۔ نیز اور بھی کئی داخلی وخارجی محاذ کھل رہے تھے۔ کہیں عبدالکریم مباہلہ اور ان جیسے کئی اور لوگ کھڑے ہو گئے اور مصری کی ہنگامہ خیزی اس کے علاوہ تھی۔ اکثر دور تقریباً اس باہمی کشمکش پر ہی مشتمل رہا۔ مگر جیسا کہ آپ کو خوب معلوم ہے کہ یہ سب کچھ محض فریب اور فراڈ تھا۔ بھلا واضح تضاد میں بھی کوئی موافقت ہوسکتی ہے۔ بھلا کبھی لغت میں بھی نسخ اور تبدیلی ہوسکتی ہے۔ کوئی اس کی سابقہ مثال پیش کی جاسکتی ہے؟ لیکن آفرین ہے آپ کے اس لائق ترین جیالے سپوت پر کہ اس نے آسمان وزمین کے قلابے ملا کر تمام مربیوں اور عوام کو الو بنائے رکھا۔ اس نے واقعی رات کو دن کر دکھایا۔ اسی طرح مسئلہ تکفیر میں بھی کافی لے دے ہوتی رہی۔ پھر آخر میں دونوں فریقوں نے آپ کے دامن الخلط میں پناہ لینے کی کوشش کی۔ چنانچہ قادیان والوں نے آپ کی تمام تحریرات سے دعویٰ نبوت کے جملہ حوالہ جات بالترتیب اکٹھے کئے کہ حضرت نے آخر تک دعویٰ نبوت کو برقرار رکھا ہے۔ ادھر لاہوریوں نے بھی آپ کی پٹاری سے ایسے حوالہ جات کا انبار لگا دیا کہ حضرت کا آخر تک دعویٰ نبوت سے انکار ثابت ہو رہا ہے۔ چنانچہ دونوں پارٹیوں نے آپ کا آخری سے آخری حوالہ اپنی اپنی تائید میں ڈھونڈ نکالا۔ ایک نے غلبہ حق لکھا دوسروں نے فتح حق۔ لیکن دراصل بات یہ تھی اور جس کا آپ اس وقت بھی بلکہ کئی مرتبہ اظہار کر چکے ہیں کہ میں نے یہ ایک ڈرامہ رچایا تھا۔ کہیں کچھ لکھ دیا کہیں اس کے

جئیں انہیں کے ساتھ مریں اور انہیں کے ساتھ حشر ہو، آمین ثم آمین۔

قرآن وحدیث سے استدلال کرنے کا ضابطہ :

عوام الناس کو یہ بات پریشان کئے ہوئے ہے کہ جو بھی اسلامی یا منسوب بہ اسلام فرقہ اپنے مسلک کی طرف دعوت دیتا ہے، تو وہ قرآن وحدیث ہی کا نام لیتا اور اپنے استدلال میں قرآن وحدیث ہی کو پیش کرتا ہے، اب ہم کس کو صحیح اور کس کو غلط اور کس کو حق پر اور کس کو باطل پر سمجھیں؟ واقعی یہ شبہ اکثر لوگوں کے مغالطہ کے لیے کافی ہے لیکن اگر انصاف خدا خوفی اور دیانت کے ساتھ اس بات پر غور کر لیا جائے کہ آخر یہی قرآن وحدیث حضرات صحابہ کرامؓ، تابعین عظامؒ اور ائمہ دینؒ و بزرگان صالحینؒ کے سامنے بھی تھے ان کا جو مطلب و معنیٰ اور جو تفسیر و مراد انہوں نے سمجھی وہی حق اور صواب ہے باقی سب غلط اور باطل ہے، پس عوام کا یہ کام ہے کہ ہر باطل پرست اور خواہش زدہ سے یہ سوال کریں کہ فلاں آیت اور فلاں حدیث کی جو مراد تم بیان کر رہے ہو، آیا یہ سلف صالحینؒ سے ثابت ہے؟ اگر ہے تو صحیح و صریح حوالہ بتاؤ چشم ما روشن دلِ ما شاد، ورنہ یہ مراد جو تم بیان کرتے ہو، اس قابل ہے کہ اُسے ع اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں!

عوام اس قاعدہ اور ضابطہ کے بغیر اور کسی طرف نہ جائیں پھر دیکھیں کہ حق کس کے ساتھ ہے؟ اور قرآن وحدیث کی مراد کون سی صحیح ہے؟ اگر وہ ایسا نہ کریں گے اور اس میں کوتاہی کریں گے تو ضروریات دین میں غلطی کی وجہ سے کبھی عند اللہ سرخرو نہیں ہوسکیں گے اور اپنی طاقت اور وسعت صرف نہ کرنے کی وجہ سے جو گناہ قرآن وحدیث کی تحریف کرنے والوں کو ملے گا اس میں ماننے والے بھی برابر کے شریک ہوں گے اس ضابطہ کے لیے چند حوالے ملاحظہ فرمائیں تاکہ پوری حقیقت کھل کر سامنے آجائے۔

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا
ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین

النبوۃ فی الاسلام

مصنفہ

امیر جماعت احمدیہ حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب
(ایم۔ اے۔ ایل ایل۔ بی)

جسکو

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے ماہ دسمبر
۱۹۱۵ء

میں

مطبع احمدیہ سٹیم پریس لاہور میں چھپوا کر شائع
کیا

تعداد اشاعت ایک ہزار (۱۰۰۰) قیمت فی جلد ایک روپیہ (عہ)

نوٹ:۔ کتاب کے ساتھ ایک ضمیمہ دو سو صفحات کا لگا دیا گیا ہے۔ جس میں حضرت مسیح موعود کی تحریروں سے حتی الوسع کل حوالجات متعلق نبوت دے دیئے گئے ہیں اور ہر ایک حوالہ کا خلاصہ بھی سہولت کے لیئے حاشیہ پر دیدیا گیا ہے ۔

رتو کالوی کی کتاب ''ڈھول کی آواز'' کی تشریحات ملاحظہ فرمائیں، اسی کتاب کے آخر میں کئی علماء و بزرگوں (جن میں بریلوی علماء بھی شامل ہیں) کی تصدیقات و فتاوی موجود ہیں جس میں حضرت رحمہ اللہ کے مذکورہ موقف کی خوب تحسین کی گئی ہے اور اختصاراً بہت ہی دل نشین انداز میں ختم نبوت کی مذکورہ تقسیم کی وضاحت کی گئی ہے۔ (تفصیل کے لیے علماء کی یہ تحریرات مطالعہ فرمائیں) ان میں سے ایک عالم مولانا غریب اللہ صاحب مرحوم تحریر فرماتے ہیں۔

(حضرت رحمہ اللہ نے ثابت فرمایا ہے کہ) آپ ذاتاً بھی اور زماناً بھی خاتم النبیین ہوئے اور آپ کی خاتمیت، صرف زمانہ کے اعتبار سے نہیں ہے جیسا کہ عام لوگوں و معترضین نے سمجھا ہے اس لیے کہ اس میں کوئی بڑی فضیلت نہیں کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابقین کے زمانہ سے پیچھے ہے بلکہ کامل سرداری، غایت رفعت، اور انتہا درجہ کا شرف اسی وقت ثابت ہوگا جبکہ آپ کی خاتمیت، ذات و زمانہ دونوں اعتبار سے ہو ورنہ محض زمانہ کے اعتبار سے خاتم الانبیاء ہونے سے سیادت و رفعت نہ مرتبہ کمال کو پہنچے گی اور نہ آپ کو جامعیت و فضل کلی کا شرف حاصل ہوگا اور یہ دقیق

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ ایک معنی کو حقیقی اور دوسرے کو مجازی کہا جائے اور آیت کریمہ میں لفظ خاتم سے بطور عموم مجاز ایک ایسے عام معنی مراد لیے جائیں جو دونوں قسم کی خاتمیت کو حاوی ہوں ان دونوں مذکورہ صورتوں میں لفظ خاتم کی دلالت دونوں قسم کی خاتمیت پر ایک ساتھ اور مطابقی ہوگی۔

(۳) تیسری صورت یہ ہے کہ قرآن کریم کے لفظ خاتم سے صرف خاتمیت ذاتی مراد لی جائے مگر چونکہ اس کے لیے بدلائل عقلیہ ونقلیہ خاتمیت زمانی لازم ہے، لہٰذا اس صورت میں بھی خاتمیت زمانی پر آیت کریمہ کی دلالت بطور التزام ہوگی۔

ان تینوں صورتوں کے لکھنے کے بعد تحذیر الناس (مطبع قاسم العلوم کراچی کے ص ۱۵ و ص ۱۶) پر حضرت نانوتوی رحمہ اللہ نے جس کو خود اپنا مختار بتلایا ہے وہ یہ ہے کہ خاتمیت کو جنس مانا جائے اور ختم زمانی وختم ذاتی کو اس کی دو نوعیں قرار دیا جائے اور قرآن عزیز کے لفظ خاتم سے یہ دونوعیں بیک وقت مراد لے لی جائیں جس طرح کہ آیت کریمہ میں "انما الخمر و المیسر و الا نصاب والا زلام رجس من عمل الشیطن" میں بیک وقت "رجس" سے ظاہری و باطنی دونوں قسم کی نجاستیں مراد لی جاتی ہیں، بلکہ غور کیا جائے تو یہاں ختم زمانی اور ختم ذاتی میں اس قدر بعد نہیں جس قدر شراب کی نجاست اور جوئے کی نجاست میں۔

لفظ خاتم النبیین کی تفسیر کے متعلق حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کے مسلک کا خلاصہ صرف اسی قدر ہے جس کا حاصل صرف اتنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ خاتم زمانی بھی ہیں اور خاتم ذاتی بھی اور یہ دونوں قسم کی خاتمیت آپ کے لیے قرآن کریم کے اسی لفظ خاتم النبیین سے نکلتی ہے۔ (فتوحات نعمانیہ مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ ص ۳۳۳ نیز دیکھیے عقائد علماء دیوبند اور حسام الحرمین ص ۲۲۳ تا ۲۳۵)

ختم نبوت سے متعلق حضرت نانوتویؒ قدس سرہ کے اس عمدہ و برحق موقف کے سمجھنے سے ان عبارات کا بھی با آسانی جواب ہو جاتا ہے جن پر تنقید کی جاتی ہے، مزید آپ فتوحات نعمانیہ کے مذکورہ صفحات ۳۳۱ تا ۳۴۰ ملاحظہ فرمائیں جن میں مذکورہ تین صورتوں کے بعد ترتیب وار تمام ایسی عبارتوں کا جواب دیا گیا ہے۔

نیز حضرت رحمہ اللہ کا مذکورہ موقف اور تحذیر الناس کی عبارات کا صحیح مفہوم

سلفِ صالحینؒ
مصنف
مولانا محمد نافع مدظلہ
ترتیب جدید
مولانا مشتاق احمد قاسمی

کرے اور وہ خاتم النبیین ہے

فرماتے ہیں اس لفظ کے معنی عام لوگوں نے تو یہ سمجھے ہیں کہ حضور اخیر زمانہ میں دنیا میں تشریف لانے کی وجہ سے افضل الانبیاء و بلند شان ہیں فرماتے ہیں زمانہ میں با تقدم کوئی خوبی نہیں ہے۔ جب یہ بات ہے تو معلوم ہوا کہ جو معنی عام لوگوں نے اس لفظ کے سمجھے ہیں وہ ٹھیک نہیں بلکہ وہ معنی اس لفظ کے صحیح ہیں جو میں آئندہ چل کر عنقریب عرض کروں گا میرے والے معنی خاتم النبیین کے اس لئے درست ہیں کہ ان کے مراد لینے سے نبی کریم کی شان بھی سب انبیاء سے بلند نظر آتی ہے اور تاخر زمانی بھی قائم رہتی ہے۔ مولانا نانوتوی کی عبارت ذیل خط کشیدہ تحذیرت کا یہی مطلب ہے۔ اس لئے اب دیکھئے کہ اس صورت میں عطف بین الجملتین اور استدراک اور استثناء مذکور بھی بغایت درجہ چسپاں نظر آتا ہے۔ اور خاتمیت بھی بوجہ احسن ثابت ہوتی ہے اور خاتمیت زمانی بھی ہاتھ سے نہیں جاتی۔ شاباش صد اللہ مضجعک اللہ تبارک۔ آپ کی خواب گاہ (قبر) کو ٹھنڈا کرے

امین امین لا اکتفی بواحدۃ حتی اضیف الیھا الفا امینا

فائدہ: بعض اہل علم نے مولانا نانوتوی کی اس عبارت سے یہ سمجھا ہے کہ مولانا نبی کریم کے آخر الانبیاء ہونے کے مخالف ہیں اور آپ کے بعد اور نبیوں کا آنا تسلیم کر رہے ہیں۔ حضرت مسافر صاحب بھی اس عبارت سے جو اکثر حضرات کے ٹھوکر کا باعث ہوئی۔ اسی

01
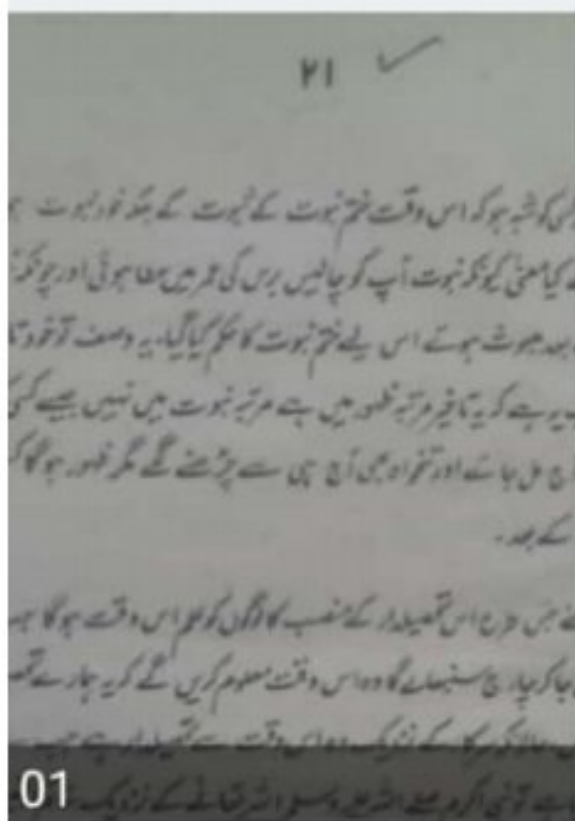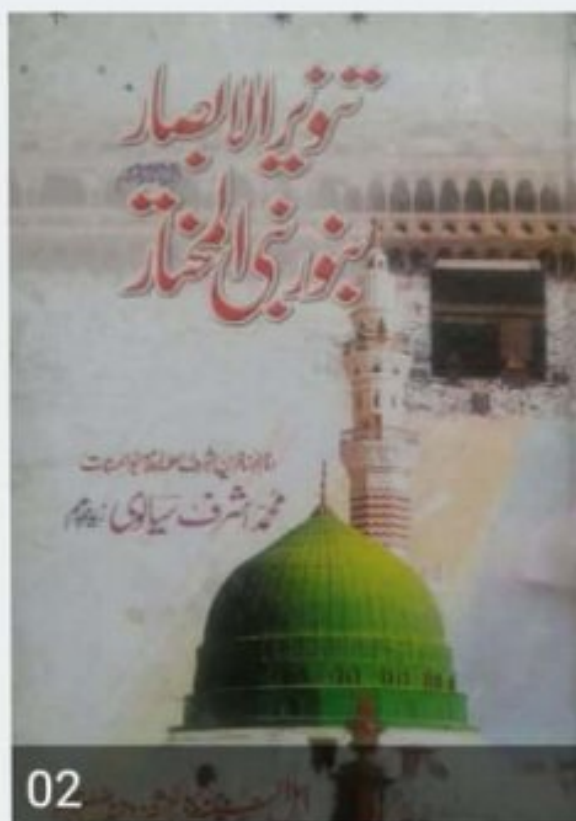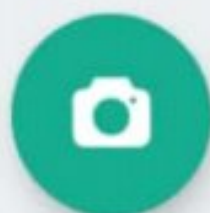
اگر کسی کو شبہ ہو کہ اس وقت ختم نبوت کے ثبوت کے بعد خود نبوت ہی کے ثبوت کے کیا معنیٰ کیونکہ نبوت آپ کو چالیس برس کی عمر میں عطا ہوئی اور چونکہ آپ سب نبیوں کے بعد مبعوث ہوئے اس لیے ختم نبوت کا حکم کیا گیا۔ یہ وصف تو خود تاخیر کو مقتضی ہے جواب یہ ہے کہ یہ تاخیر مرتبہ ظہور میں ہے مرتبہ نبوت میں نہیں جیسے کسی کو تحصیلداری کا عہدہ آج مل جائے اور تنخواہ بھی آج ہی سے چڑھنے لگے مگر ظہور ہو گا کسی تحصیل میں بھیجنے کے بعد۔

یعنے جس طرح اس تحصیلدار کے منصب کا لوگوں کو علم اس وقت ہو گا جب وہ تحصیل میں جا کر چارج سنبھالے گا وہ اس وقت معلوم کریں گے کہ یہ ہمارے تحصیلدار صاحب ہیں، حالانکہ سرکار کے نزدیک وہ اس وقت سے تحصیلدار ہے جب سے اسے نامزد کیا گیا ہے تو نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالٰے کے نزدیک خاتم النبیین کے مرتبہ پر اس وقت فائز ہو چکے تھے جب آدم علیہ السلام ہنوز عالم آب و گل میں تھے، اگرچہ لوگوں کو اس وقت پتہ چلا جب آپ کا ظہور ہوا۔ الغرض ظہور اگرچہ بعد میں ہوا لیکن وجود پہلے تھا اور یہی ہمارا عقیدہ ہے کہ حقیقت نوریہ کے لحاظ سے آپ اصل موجودات اور بنیاد آدم علیہ السلام اگرچہ ظہور اور نشاۃ دنیویہ کے لحاظ سے اولاد آدم ہیں۔ اب تک دو حدیثیں آپ سن چکے اب تیسری حدیث سنئے دو صحابیوں یعنے حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری اور حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہما کی گواہی اور شہادت پہلے آچکی۔ اب تیسری شخصیت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی شہادت اور گواہی سماعت فرمائیے۔

تنویر الابصار
بنور نبی المختار علیہ الصلوٰۃ والسلام
امام المناظرین اشرف العلماء علامہ ابو الحسنات
محمد اشرف سیالوی زید مجدہم
اہل السنہ پبلی کیشنز دینہ ضلع جہلم

لفظِ رجس سے خاتم کے معنی میں عموم پر استدلال

جیسے آیت اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ میں مفہوم رِجْسٌ جنسِ عام ہے کہ اس کے لیے خمر جدا نوع ہے اور مَیْسِرُ وغیرہ جدا۔ وہاں رِجس نے اور طرح ظہور کیا یہاں اور طرح یعنی خمر میں نجاستِ ظاہری بھی ظاہر ہوئی۔ انواعِ باقیہ میں فقط نجاست باطنی ہی رہی سو جیسی علتِ اختلافِ ظہورِ مذکور یہ ہوئی کہ یہاں فعل شربِ شراب کے باعث ممنوع ہوا اس لیے پانی وغیرہ کا پینا ممنوع نہیں تو یہاں " رِجْس " صفتِ اصلی جسمِ شراب کی ہوگی اور "مَیْسِر" وغیرہ میں اشیاءِ معلومہ اعمال کے باعث بُری ہوئیں۔ کیونکہ اشیاءِ معلومہ آلاتِ افعالِ معلومہ ہیں۔ اس لیے رِجْس صفت اصلی افعال کی ہوگی۔ سو ان کی ناپاکی وہی نجاست باطنی۔ مگر جیسے افعال و شراب میں فرق ہے اور پھر وصفِ رِجْس میں متحد۔ ایسے ہی یہاں قصہ ہے بلکہ یہاں تینوں نوعوں کا موصوف بتقدّم و تأخر ہونا ایسا ظاہر ہے، جیسے شرب کا موصوف برجس ہونا مثل اتصافِ افعال برجسِ خفی محتمل تجوّز نہیں۔ سو اگر یہاں خاتم مثل رجس جنس عام رکھا جائے تو بدرجۂ اولیٰ قابلِ قبول ہے۔ اس میں خاتمیتِ زمانی اور مرتبی کو ضرورتِ تعیینِ مبدأ بتقدم نہیں، ہاں مکانی میں ہے۔ سو بقیاس تأخر مرتبی یہاں بھی نیچے سے شروع سمجھا جائے گا اور زمین علیا پر اختتام ہوگا۔ سو اگر اطلاق اور عموم ہے تب تو ثبوتِ خاتمیتِ زمانی ظاہر ہے ورنہ تسلیم لزومِ خاتمیتِ زمانی بدلالتِ التزامی ضرور ثابت ہے۔ ادھر تصریحاتِ نبوی مثل انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لانبی بعدی او کما قال۔ جو بظاہر بطرز مذکور اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے اس باب میں کافی۔ کیونکہ یہ مضمون درجۂ تواتر کو پہنچ گیا ہے، پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہوگیا۔ گو الفاظ مذکور بسندِ تواتر منقول نہ ہوں۔ سو یہ عدمِ تواترِ الفاظ باوجود تواترِ معنوی یہاں ایسا ہی ہوگا۔ جب تواترِ عددِ رکعاتِ فرائض و وتر وغیرہ باوجودیکہ الفاظِ حدیث مشعرہ تعدادِ رکعات متواتر نہیں۔ جیسا اُن کا منکر کافر ہے، ایسا ہی اس کا منکر بھی کافر ہوگا

صورت میں نماز ہوگی یا نہیں۔

ارشاد:۔ خلاف سنت ہے، امام کو سمجھانا چاہیے، نماز ہوگئی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں برسوں کے بعد منبر شریف بنا، ابتداء اکثر ستون کے سہارے سے حضور نے خطبہ فرمایا ہے۔

عرض:۔ حضور نمازی کے سامنے سے نکلنے کے لیے کتنا فاصلہ درکار ہے۔

ارشاد:۔ خاشعین کی سی نماز پڑھے کہ قیام میں نظر موضع سجود پر جمائی تو نظر کا قاعدہ ہے جہاں جمائی جائے اس سے کچھ آگے بڑھتی ہے، میرے تجربہ میں یہ جگہ تین گز ہے، یہاں تک نکلنا مطلقاً جائز نہیں، اس سے باہر باہر صحرا اور بڑی مسجد میں نکل سکتا ہے مکان اور چھوٹی مسجد میں دیوار قبلہ تک سامنے سے نہیں جا سکتا، فقہائے کرام نے جس کو بڑی مسجد فرمایا ہے یہاں کوئی نہیں سوائے مسجد خوارزم کے جس کا ایک ربع چار ہزار ستون پر ہے بڑی مسجد ہے یا مسجد حرام شریف میں نمازی کے سامنے طواف جائز ہے کہ وہ بھی مثل نماز عبادت ہے (اسی سلسلہ بیان میں فرمایا کہ) اگر کوئی شخص تنہا اپنے گھر یا مسجد میں نماز پڑھ رہا ہے اور دوسرا شخص دستک دے یا مسجد میں نمازی کے سامنے سے نکلنا چاہتا ہو تو نمازی اس کو آگاہ کرنے کی غرض سے بالجہر لا الہ الا اللہ کہہ دے، اور اگر نماز میں بچہ سامنے آکر بیٹھ جائے تو اس کو ہٹا دے اور اگر تخت پر پڑھ رہا ہو اور بچہ کے گر جانے کا احتمال ہو تو اس کو گود میں اٹھا لے، خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت امامہ بنت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو گود میں لے کر نماز پڑھی ہے، اگر بچے کے کپڑے یا بدن میں نجاست لگی ہے اور وہ اس قابل ہے کہ گود میں خود رک سکتا ہے تو نماز جائز ہے کہ بچہ حامل نجاست ہے ورنہ نماز نہ ہوگی کہ اب یہ خود حامل نجاست ہوا۔

عرض:۔ جھوٹے مدعی نبوت سے معجزہ طلب کیا جا سکتا ہے؟۔

ارشاد:۔ اگر مدعی نبوت سے اس خیال سے کہ اس کا عجز ظاہر ہو معجزہ طلب کرے تو حرج نہیں اور اگر تحقیق کے لیے معجزہ طلب کیا کہ یہ معجزہ بھی دکھا سکتا ہے یا نہیں تو فوراً کافر ہو

آیہ ''وخاتم النبیین'' کے معنی کو آخر النبیین میں منحصر سمجھنا غلط ہے۔ چنانچہ الفرقان جلد ۴ ص ۵۶ پر لکھتے ہیں

''علامہ لکھنوی بحر العلوم رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ ''فتح الرحمٰن'' سے ناقل ہیں ''مقتضائے ختم رسالت دو چیز است یکی آنکہ بعد وے رسول نباشد دیگر آنکہ شرع آں عام باشد۔'' (دافع الوسواس ص ۳۲)

جواباً عرض ہے کہ اس عبارت میں لفظ خاتم النبیین کے معنی حصر کو نہیں توڑا گیا بلکہ دو چیزوں کو ختم رسالت کا مقتضا بتایا گیا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جب ''خاتم النبیین'' کے معنی ''آخر النبیین'' ہوں گے تو اس کا مقتضا یقیناً یہی ہوگا کہ حضور علیہ السلام کے بعد کوئی نبی اور رسول نہ آئے اور حضور علیہ السلام کے بعد کسی نبی یا رسول کے نہ آنے کا مقتضا یہی ہے کہ حضور علیہ السلام کی شرع عام ہو۔ لہٰذا اس عبارت سے نانوتوی صاحب کو کچھ فائدہ نہ ہوا۔

مثنوی شریف کے دو شعروں کا جواب

رہے وہ دو شعر جو مثنوی شریف سے نقل کیے گئے ہیں تو ان کے مضمون سے بھی صاحب تحذیر الناس کو کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ مولانا روم علیہ الرحمہ نے یہ نہیں فرمایا کہ آیۂ کریمہ میں لفظ ''خاتم النبیین'' کو بمعنی ''آخر النبیین'' لینا عوام کا خیال ہے نہ قرآن کے لفظ ''خاتم'' کی تفسیر خاتم ذاتی سے کی بلکہ مولانا روم کے اس شعر میں کہ

بہر ایں خاتم شدہ است او کہ بجود
مثل او نے بود نے خواہند بود

لفظ خاتم کے ساتھ حضور علیہ السلام کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے صرف اتنی بات فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں روح پاک محمد علیہ السلام پر اپنی بخشش اور کمالِ صنعت کو ختم کر دیا۔ روح پاک کے بعد نہ زمانہ ماضی میں کسی کو یہ جود و کمال دیا گیا اور

مقالاتِ کاظمی

حصہ دوم

از

غزالی زماں رازی دوراں امام اہلسنت

حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی صاحب قدس سرہٗ العزیز

بانی و شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ انوار العلوم، ملتان

☆............ناشر............☆

کاظمی پبلی کیشنز جامعہ انوار العلوم ٹی بلاک نیو ملتان

مسلمانوں کو ایک لڑی میں پرو دیا تھا کہ نہ آپس میں لڑیں نہ جھگڑیں۔ نہ تعصبات برتیں، نہ آپس میں گالم گلوچ کریں نہ سبّ وشتم کریں۔ اگر کسی کو شبہ ہو تو محبت سے پیش کر دیں، دوسرا محبت سے جواب دے۔ اگر سمجھ میں نہ آئے تو اسے معذور سمجھے اور یہ خیال کرے کہ ممکن ہے میں ہی غلطی پر ہوں۔ دوسرا حق پر ہو۔ یہ کہنا کہ میں ہی حق پر ہوں دوسرا غلطی پر ہے۔ رائے دہی کے معاملہ میں بالکل غلط چیز ہے

خلفاء کے لئے طریق عمل

سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے اپنے ایک خلیفہ کو خلافت عنایت فرمائی۔ اس زمانے کے دستور کے مطابق پگڑی باندھی اور کچھ وصیتیں کیں اور کہہ دیا کہ تم میری طرف سے نائب اور خلیفہ ہو جا کر لوگوں کی تربیت کرو۔ اصلاح کرو۔ ان خلیفہ نے رخصت کے وقت عرض کیا کہ حضرت! کچھ نصیحت فرمایئے تا کہ میں اس نصیحت پر کاربند رہوں۔ حضرتؒ نے دو باتوں کی نصیحت فرمائی اور فرمایا کہ:۔

"نہ تو نبوت کا دعویٰ کرنا؛ اور نہ خدائی کا دعویٰ کرنا"۔

خلیفہ یہ سن کر حیران و پریشان ہوئے کہ حضرت! آپ کا خادم، غلام؛ رہوں آپ کی صحبت میں رہا۔ کیا مجھ سے یہ ممکن ہے کہ میں خدائی کا دعویٰ کروں، جو نبیؐ کے غلاموں کا غلام ہو وہ کب نبوت کا دعویٰ کرے گا۔؟

تو حضرت نے یہ کیسی نصیحت فرمائی۔ نصیحت فرماتے کہ بھائی عبادت میں ثابت قدم رہنا۔ اخلاق کی حفاظت کرنا۔ مخلوق کی اصلاح کرنا اور یہ کہ خدائی

کا دعویٰ نہ کرنا۔ نبوّت کا دعویٰ مت کرنا۔ یہ تو ہم لوگوں سے ممکن ہی نہیں۔ اس نصیحت سے کوئی بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔ فرمایا کہ اس کے معنیٰ سمجھ لو پھر بات سمجھ میں آجائے گی ــــــ

فرمایا کہ خدا کی ذات وہ ہے کہ جو کہدے وہ اٹل ہو اگر وہ چاہے کہ زمین بنے تو زمین بن کر رہے۔ ناممکن ہے کہ نہ بنے۔ ارادۂ خداوندی پر مراد کا مرتب ہونا قطعی اور لازمی ہے یہ ناممکن ہے کہ حق تعالیٰ ارادہ فرمائیں اور وہ پورا نہ ہو وہ تو قادرِ مطلق ہیں۔ اِذَا اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ اگر وہ ارادہ کرے کہ جہان بنے تو اُسے محنت کرنے کی ضرورت نہیں کہ وہ اسباب فراہم کریں، وہ اسباب کے محتاج نہیں۔ اسباب کے تو وہ خالق ہیں وہاں تو منشا ہے کہ ہو جا بس وہ ہو جاتی ہے۔ تو اللہ کی ذات وہ ہے کہ جو وہ ارادہ کرے اور کہہ دے وہ اٹل ہو، ٹلنے والی چیز نہ ہو ــــــ

اور دعویٰ نبوّت کے معنیٰ یہ ہیں کہ نبیؐ کی شان یہ ہے کہ جو فرما دے وہ حق ہو۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ نبی کی زبان سے کوئی ناحق چیز نکلے۔ جو نبیؐ فرمائیں گے وہ حق ہوگا اور جو کر کے دکھائیں گے وہ بھی حق ہوگا۔ ناحق کا وجود نبیؐ کے ساتھ ممکن نہیں ہے۔ نبی جو کہے گا وہ حق ہوگا اور اس کے خلاف باطل ہوگا۔ نبیؐ کی جانب خلاف کبھی حق نہیں ہو سکتی ہے۔ اگر تم نے جا کر یہ کہا کہ جو میں کہہ رہا ہوں وہی حق ہے اور میری رائے اتنی حق ہے کہ کوئی دوسرا سامنے نہیں آسکتا۔ تو یہ درپردہ نبوّت کا دعویٰ ہوگا۔ میں تم کو اسی کی نصیحت کرتا ہوں کہ یہ دعویٰ نہ کرنا۔ نبوّت کا دعویٰ کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ تم یوں کہو کہ میں نبی ہوں۔ بلکہ اپنے اندر خاص وہ شان پیدا کر کے جو نبی کے اندر ہوتی ہے یوں کہے کہ جو میں کہہ رہا ہوں وہی حق ہے اس کے خلاف سب باطل ہے۔ اس چیز کا مدعی بننا درپردہ نبوّت کا دعویٰ ہے

سے ہوئی اور خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ عمارت ختم ہوئی۔ قصرِ نبوت کی تکمیل کے لئے ایک اینٹ کی جگہ باقی تھی آپ کی ذات برکات نے اس جگہ کو پورا کر دیا اور قصرِ نبوت کی عمارت بالکل مکمل ہو گئی اب اس میں کسی اینٹ کی جگہ باقی نہیں کہ اس میں کسی تشریعی یا غیر تشریعی نبوت کی اینٹ داخل ہو سکے۔ مرزا صاحب قصرِ نبوت میں اپنی ایک اینٹ داخل کرنا چاہتے ہیں لیکن وہاں کوئی جگہ نہیں۔ لہذا وہ اینٹ چونکہ قصرِ نبوت کا جزو نہیں بن سکتی۔ اس لئے اس کو کہیں ادھر اُدھر پھینک دیا جائے گا۔ ذرا سوچنے کا مقام ہے کہ جب آپ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم اور حضرت عمرؓ اور حضرت علی کے لئے قصرِ نبوت میں کسی قسم کی گنجائش نہ نکل سکی مسیلمۃ الہند اور اسود قادیان کے لئے کہاں جگہ نکل سکتی ہے۔ البتہ کفر اور دجل کی عمارت میں اس قسم کی اینٹ کونے کا سرا ہو سکتی ہے۔

ناظرین کرام پر مخفی نہیں کہ حدیث مذکور کا صاف اور واضح مطلب یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے قصرِ نبوت کی عمارت کو ختم کر دیا۔ مگر مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ نہیں ابھی قصرِ نبوت کی عمارت ناتمام ہے اور بہت سی اینٹوں کی اس میں گنجائش ہے۔

خلاصۂ کلام یہ کہ خاتم النبیین کے معنے تو آخر النبیین ہی کے ہیں جس نبی پر یہ آیت اتری اُس نے اس آیت کے یہی معنی سمجھے اور یہی سمجھائے اور جن صحابہ نے اس نبی سے قرآن اور اس کی تفسیر پڑھی انہوں نے بھی یہی معنے سمجھے فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ الغرض حق روزِ روشن
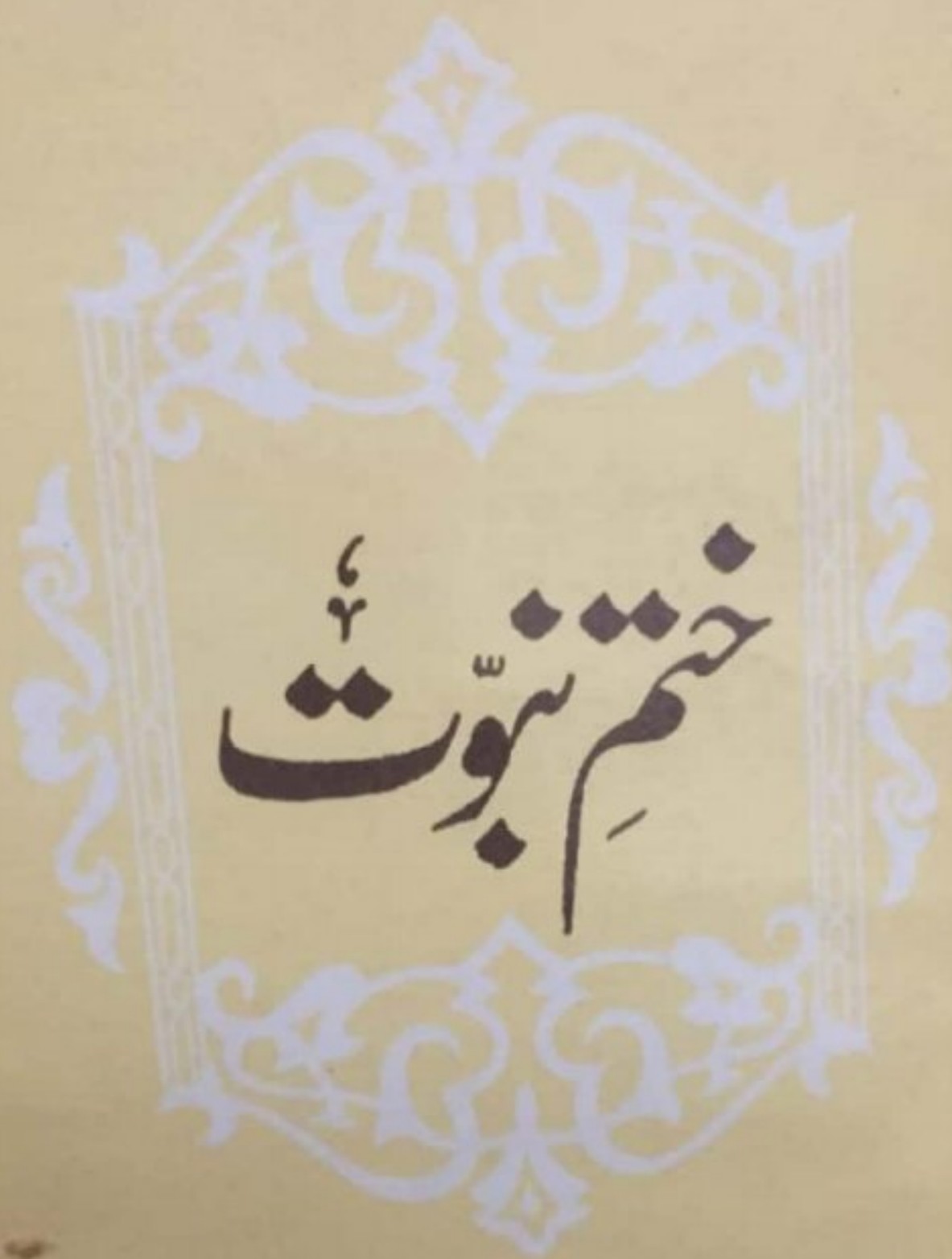
ختمِ نبوّت
حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ
ادارہ اسلامیات ۔ لاہور

عقیدۃ الامۃ
فی معنی
ختم النبوۃ
مطالعہ قادیانیت جلد اوّل
ختم نبوت کا معنی چودہ سو سال سے امت نے ایک ہی سمجھا ہے
تالیف
محقق العصر جسٹس ڈاکٹر علامہ خالد محمود

اس سے واضح ہوا کہ امتی نبی ہونے کا دعویٰ بھی آیت خاتم النبیین کے خلاف ہے اور حضور ﷺ کے بعد کوئی غیر تشریعی نبی بھی پیدا نہ ہوگا۔

۲۔ آپ نے جھوٹے مدعیان نبوت کے جھوٹا ہونے کی دلیل یوں بیان فرمائی کہ وہ اپنے آپ کو نبی گمان کرے گا حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ معلوم ہوا کہ ان کے دجال اور کذاب ہونے کی سب سے بڑی دلیل خود ان کا مدعی نبوت ہونا ہے۔ کسی اور دلیل کی حاجت نہیں۔ یہاں صرف یہی نہیں فرمایا کہ ان کا دعویٰ نبوت غلط ہوگا بلکہ فرمایا کہ ان کا دعویٰ نبوت میری ختم نبوت سے متصادم ہوتا ہے۔ اس سے ختم نبوت کے معنی اور واضح ہو گئے۔

یہ ختم نبوت کا اعجاز ہے کہ خواب غفلت میں سوئی قوم پھر سے بیدار ہوگی۔

۳۔ آپ نے آیت خاتم النبیین کے معنی یہی بیان فرمائے کہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ کیونکہ لفظ خاتم النبیین جس سیاق وسباق میں وارد ہے اس کے معنی آخری نبی کے سوا ہو ہی نہیں سکتے۔ اگر یہ معنی کیا جائے کہ

”میرے بعد تیس دجال وکذاب امتی ہونے کا دعویٰ کریں گے۔ حالانکہ میں نبیوں کی مہر ہوں جس سے میری امت میں نبی بنیں گے۔“ تو کلام بالکل غلط اور مہمل ہو جائے گا کہ اس میں اسی چیز کو ثابت کیا جارہا ہے جسے رد کیا جا رہا ہے۔ چہ جائیکہ اسے افصح العرب والعجم کی طرف منسوب کیا جا سکے۔ پس واضح ہوا کہ حضور ﷺ کے نزدیک خاتم النبیین کا معنی یہ ہے کہ کوئی امتی نبی بھی نہیں بنے گا۔

۴۔ بخاری کی روایت میں یہاں کذابون کے ساتھ دجالون کا لفظ[1] بھی موجود ہے اور دجال کی تشریح مرزا غلام احمد خود ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

دجال کے لیے ضروری ہے کہ کسی نبی برحق کا تابع ہو کر پھر حق کے ساتھ باطل ملاوے[2]

مرزا غلام احمد ایک دوسرے مقام پر لکھتا ہے:

[3] دجال کے معنی بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ جو شخص دھوکہ دینے والا اور خدا کے کلام میں تحریف کرنے والا ہو اس کو دجال کہتے ہیں[4]

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ نے جن تیس جھوٹے مدعیان نبوت کی خبر دی وہ آنحضرت ﷺ کی رسالت کو مانتے اور اپنے آپ کو حضور ﷺ کی امت قرار دیتے ہوں گے اور اس حق کے ساتھ وہ اپنے غلط دعویٰ نبوت کو ملا کر حق و باطل کو خلط ملط کر کے حقیقی معنوں میں دجل کا حق ادا کریں گے۔ ان تیس مدعیان نبوت کا دعویٰ نبوت

---

[1] بخاری کتاب الفتن جلد ۲، ص ۱۰۵۴۔ [2] تبلیغ رسالت جلد ۳، ص ۲۰۰۔ [3] دجالون ای خلاطون بین الحق و الباطل مموھون (کرمانی شرح بخاری) [4] تحفہ گولڑویہ حاشیہ ص ۴۳۔

الثبوت اور ظنی الدلالت میں تاویل کرنے والا کیسے کافر ہو گیا؟

مزید استفسار یہ ہے کہ مفتیان کرام ارشاد فرمائیں کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ بحر العلوم یہ حضرات سرکار علیہ السلام کو عالم ارواح میں نبی تسلیم کرتے ہیں مگر دنیا میں چالیس سال سے پہلے نبی تسلیم نہیں کرتے۔

کیا یہ حضرات کافر ہیں؟

حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ، عالم ارواح میں سرکار علیہ السلام کو نبی تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن دنیا میں حصول نبوت سے پہلے سرکار کو ولی مانتے ہیں تو پھر صدر الشریعہ کافر ہیں؟

حضرت مفتی اعظم ہند مفتی مصطفیٰ رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ سرکار علیہ السلام کو عالم ارواح میں نبی مانتے ہیں لیکن دنیا میں وحی سے پہلے ولایت کے اعلیٰ مقام پر فائز مانتے ہیں تو پھر کیا انہیں بھی کافر کہا جائیگا۔

ایک اور شبہ کا ازالہ:

بعض حضرات یہ روایت بھی پیش کرتے ہیں کہ سرکار علیہ السلام نے فرمایا:

انی عند اللہ لمکتوب خاتم النبین وادم لمنجدل فی طینتہ

اس کے بارے گزارش ہے کہ اس حدیث سے استدلال درست نہیں کیونکہ اگر سرکار علیہ السلام کو سب سے پہلے نبوت ملی ہے تو آپ خاتم النبیین کیونکر ہو سکتے ہیں"۔ اگر سب سے پہلے سرکار علیہ السلام ختم نبوت سے متصف تھے تو پھر بعد میں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کیسے

تحقیقات
العلماء الکرام والائمة الاعلام
فی نبوة سید الانام
فی عالمی الارواح والاجسام
علامہ محمد اشرف سیالوی
جامعہ غوثیہ مہریہ منیر الاسلام، یونیورسٹی روڈ سرگودہا

تحذیر الناس

میری نظر میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ العلی الصمد۔ القوی ذی العزۃ والمجد۔ رب السمٰوٰت والارض۔ الخالق الکون بالحکمۃ الباھرۃ والقدرۃ الکاملۃ والعلم المحیط۔ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شئی قدیر۔ واشھد ان سید الانس والجان۔ حبیب الرحمٰن محمدا عبدہ ورسولہ ونبیہ ونجیّہ۔

اللھم اجعل فضائل صلواتک وشرائف زکواتک ونوامی برکاتک علی سیدنا ومولانا وقرۃ عیوننا ونور افئدتنا محمد الحامد المحمود وعلی آلہ اھل الکرم والجود واصحابہ واعوانہ فی رفع کلمۃ الاسلام الی الیوم الموعود (اللھم) فاطر السمٰوٰت والارض انت ولیّ فی الدنیا والاخرۃ توفنی مسلماً والحقنی بالصالحین۔ آمین ثم آمین۔

امابعد:۔

آج سے تقریباً اکیس بائیس سال قبل موضع رتو کالا کے ایک مولوی کال دین صاحب نے مجھے خط لکھا اور استفسار کیا کہ میں مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کی کتاب "تحذیر الناس" کے بارے میں اپنی رائے سے انہیں آگاہ کروں شائد اس وقت ہی مجھے تحذیر الناس کے مطالعہ کا پہلا مرتبہ موقع ملا۔

ان ایام میں دیوبندی مسلک سے اپنے آپ کو منسوب کرنے والے چند متشدد قسم کے مولویوں نے بڑے زور و شور سے اپنے عقائد اور

یہ منبر دیکھ کر دل کانپ اٹھتا تھا کہ جن منبروں پر کھڑے ہو کر
باعث ایجاد کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مدح سرائی کی جاتی
تھی اب انہیں منبروں پر بیٹھ کر اور جھوم جھوم کر آیات قرآنی اور احادیث
نبوی پڑھ پڑھ کر ہم سے یہ ہتھیار چھیننے کی نامسعود مساعی کی جا رہی ہیں
اور عشق کی آتش باطل سوز کو بجھا کر مسلمانوں کو راکھ کا ڈھیر بنا دینے کے
منصوبے بنائے جا رہے ہیں۔

ان المناک مناظر کے علاوہ اس امر کا احساس بھی روحوں کو غمزدہ اور
نڈھال کر رہا تھا کہ باطل تو اپنی شیرازہ بندی کر رہا ہے اور اپنی بکھری ہوئی
صفوں کو درست کر رہا ہے ادھر اسلام کا دعویٰ کرنے والے، اسلام
کے نام پر اسلام کے حصار میں شگاف در شگاف کرتے چلے جا رہے
ہیں یہ صورتحال مجھے اور میرے جیسے انگنت مسلمانوں کو بے قرار اور
بے چین کر رہی تھی یہ روح فرسا حالات تھے جن میں مجھے تحذیر الناس کے
مطالعہ کا موقع ملا اس میں جب میں نے مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی
کے خیالات پڑھے تو یہ معلوم کر کے میری خوشی کی حد نہ رہی کہ جن عقائد
کی بناء پر دیوبندی مکتب فکر کے یہ پُرجوش مبلغین، امت مسلمہ پر
شرک وکفر کی بوچھاڑ کر رہے ہیں ان عقائد کا اقرار تو بانیؔ دارالعلوم دیوبند

خود کر رہے ہیں۔ بڑی شد و مد اور بڑے ذوق شوق سے ان کا بار بار
تذکرہ کر رہے ہیں اس سے مجھے دوگونہ مسرت ہوئی۔ ایک تو اس لئے کہ
ہم اہلسنت جو غلامئ مصطفےٰ اور عشق حبیب کبریا کو اپنے لئے دارین کی
سعادت اور نجات کا باعث سمجھتے ہیں بفضلہ تعالیٰ ان کے عقائد عین حق
اور صحیح ہیں۔ ان کی تصدیق آیات قرآنی اور احادیث نبوی اور علماء ربانیین
کے اقوال کے علاوہ دارالعلوم دیوبند کے بانی مولانا محمد قاسم نانوتوی اپنی اس
مختصر کتاب میں بار بار کر رہے ہیں۔

خوشی کی دوسری وجہ یہ تھی کہ وہ خلیج جو لمحہ بہ لمحہ وسیع سے وسیع تر ہو

اس دین سرمدی کا امین اور علمبردار بنایا ہے اس کو پارہ پارہ کر کے اور فرقوں میں بانٹ کر ان کے درمیان شرک و کفر کے پہاڑ تو کھڑے نہ کر دیں بمبادا ان کا شعور ہی ختم ہو جاتے کہ وہ اس ملت بیضا کے افراد ہیں جن کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ کی بندگی کا نشان تابندہ ہے اور غلامیٔ مصطفےٰ کا ہار جن

کے گلوں کی زینت ہے۔

نبوت ذاتی کی تیسری دلیل کے ضمن میں مولانا نانوتوی ایک حدیث سے استدلال فرماتے ہیں یقیناً یہ حدیث ان کے نزدیک صحیح ہوگی۔

"علاوہ بریں حدیث کنت نبیا و آدم بین الماء و الطین بھی اسی جانب مشیر ہے کیونکہ فرق قدم نبوت اور حدوث نبوت باوجود اتحاد نوعی خوب جب ہی چسپاں ہو سکتا ہے کہ ایک جا یہ وصف ذاتی ہو اور دوسری جا عرضی اور فرق قدم و حدوث اور دوام و عروض فہم ہو تو اس حدیث سے ظاہر ہے ہر کوئی سمجھتا ہے کہ اگر نبوت کا ایسا قدیم ہونا کچھ آپ ہی کے ساتھ مخصوص نہ ہوتا تو آپ مقام اختصاص میں یوں نہ فرماتے۔ (ص۱۲)

مولانا کی اس تالیف کا مطالعہ کرتے ہوئے جب وہ دلائل سامنے آتے ہیں جن سے مولانا نے حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت شان اور رفعت مقام کو ثابت کیا ہے تو ہر مومن کا دل فرحت و انبساط سے لبریز ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں شان محمدی کو کما حقہ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔ اسی میں ہماری سر بلندی ہے اور اسی میں دارین میں ہماری سرخروئی کا راز مضمر ہے۔

☆

تحذیر الناس

میری نظر میں

پیر محمد کرم شاہ الازہری
سجادہ نشین بھیرہ ضلع سرگودہا

ناشر
ضیاء القرآن پبلی کیشنز
گنج بخش روڈ ۔ لاہور

آپ اپنے خطبات میں اصلاحِ عقائد اور بد مذہبوں سے اجتناب پر بہت زور دیتے تھے چنانچہ ایک خطبہ میں فرماتے ہیں :

ہے جبتک دم میں دم باقی عقیدہ پاک کو اپنا
دگرنہ لے لے دب روزِ محشر آہ حسرت ہے

مسلمانو! بچو ہر وقت تم بیہودہ باتوں سے
زمانہ میں فساد و فتنہ کی اب بہت کثرت ہے

کوئی منکر حدیثوں کے کوئی کہتا ہے میں عیسیٰ
بچو ان بد عقیدوں سے یہ نیکی در عقیدت ہے

کوئی مرزائی وہابی کوئی چکڑالوی لیکن
خدا کا شکر مومن اک فقط سنت جماعت ہے

تمامی اولیاء اللہ تھے اسی مذہب حق پر
جبھی اس جماعت پر خدا کا دست رحمت ہے

ان کے دور میں مرزائے قادیانی کے دعاوی کا بہت زور شور سے پروپیگنڈہ کیا جا رہا تھا علمائے اسلام کی ہمنوائی میں مولانا نے عقائدِ اہلسنت کے تحفظ اور مرزاجی کے بلند بانگ دعاوی کے رد میں بڑی سرگرمی دکھائی اور بذریعہ تحریر و تقریر اس فریضہ کو با حسن وجوہ نبھایا چنانچہ اپنی تالیف فیض جاری ملقب بہ ہدیۃ البخاری کے ایک خطبہ (جس میں مسئلہ ختمِ نبوت کا مدلل طور پر بیان فرمایا) سے پہلے فرماتے ہیں :-

"آجکل خطہ پنجاب وغیرہ میں دعوئ نبوت و مہدویت کا بہت چرچا ہو گیا ہے چنانچہ مریدانِ مرزا قادیانی کو بڑے عجوبے سے مرزا کو وحی کا آنا و عیسیٰ موعود ہونے کو ثابت کرنے میں سرگرم ہیں اگرچہ تمہید علامہ الامام ابو شکور سالمی میں صاف وارد ہے کہ :

ومن يرى الوحى والنبوة لاحد بعد محمد صلى الله تعالى عليه وسلم غير عيسى بن مريم عليه السلام فانه يصير كافرا ۔ (تمہید شریف ۱۹۶)

(فیض جاری ۵۶)

"جو شخص نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ کسی کے لئے وحی اور نبوت کا اعتقاد کرے، وہ کافر ہے ۔"

تذکرۂ
اکابرِ اہلسنت
علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری
نوری کتب خانہ، لاہور
1 / 287